

# یسوع مسیح کا مکاشفہ - نمبر دو

عہد کے نام

Jeff Pippenger

2023-08-10

میں نے ابتدا ہی میں کچھ بنیادی رہنما نکات سامنے رکھنے کی کوشش میں پچھلے مضامین میں بہت سی چیزیں شامل کی تھیں۔ اب میں موضوع زیر بحث پر زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کروں گا۔ آپ کے صبر کا شکریہ۔

ابتدا ہی سے خدا اس بات کی کوشش کرتا رہا ہے کہ ہم سمجھیں کہ وہ کون اور کیا ہے۔ اس کام میں اُس نے کئی طریقے اختیار کیے ہیں تاکہ لوگ اُس کے متعلق جو کچھ ظاہر کیا گیا ہے اسے سمجھ سکیں، اور ان طریقوں میں سے ایک اُس کا "ناموں" کا استعمال ہے—یعنی وہ بہت سے نام جو صحیفوں میں خدا کے لیے دیے گئے ہیں، اور وہ نام بھی جو اُس کے منتخب نمائندوں کو دیے گئے ہیں۔ وہ خیر اور شر دونوں کے نمائندے منتخب کرتا ہے۔

اس نے اپنی برگزیدہ عہدی قوم میں ادواری تبدیلیوں کو بھی اس مقصد کے لیے برتا ہے کہ تاریخ کے دوران بتدریج اپنے کردار کی تفہیم کو بڑھائے۔ لہذا عہدی ادواری تبدیلیوں کی تاریخیں، مختلف طریقوں سے، اس کے کردار اور فطرت کی سچائی کی عظمت کے نمایاں ہونے کی بھی گواہی دیتی ہیں۔

اگر ہم مکاشفہ کے پہلے باب کو آئندہ ابواب کے لیے ایک تعارف اور کلید کے طور پر لیں، تو ہمیں ابتدائی باب میں کچھ حقائق ملتے ہیں جو باقی کتاب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک حقیقت اس بارے میں ہے کہ یسوع مسیح کون ہیں، نہ کہ صرف یہ کہ وہ الفا اور اومیگا ہیں۔ اگر مکاشفہ کے پہلے باب میں کوئی حقیقت بیان کی گئی ہے، تو وہ یقیناً آخری نسل کے لیے ایک آزمائشی موجودہ سچائی ہے، اور آخری نسل وہ "برگزیدہ نسل" ہے جس کی نشاندہی پطرس نے کی ہے۔

مسیح کے کردار کی ایک صفت جس پر ہم غور کر رہے ہیں یہ ہے کہ مسیح ابتدا کو انجام سے پہچانتے ہیں۔ جس وقت مسیح نے ایک ہفتے کے لیے بہتوں کے ساتھ عہد کی تصدیق کی، وہ حرفی اسرائیل سے روحانی اسرائیل کی طرف عہد کے تبدیری نظام کی تبدیلی کی نمائندگی کرتا ہے۔ وہ تبدیری تبدیلیاں جو مقدس صحائف میں متعین کی گئی ہیں—اور جو سب مسیح کی شخصیت اور ہستی کے بارے میں معرفت میں اضافے پر دلالت کرتی ہیں—ابرام، اسحاق، یعقوب، یوسف، موسیٰ، مسیح، ولیم ملر اور ایک لاکھ چوالیس ہزار سے متعلق ہیں۔ اس کے اوپر ایک اور تبدیری سلسلہ بھی منطبق ہوتا ہے جو خدا کی کلیسیا کے سات ادوار کی نشاندہی کرتا ہے جن کی نمائندگی مکاشفہ باب دو اور تین کی سات کلیسیائیں کرتی ہیں، مگر ہم ابھی ان پر گفتگو نہیں کریں گے۔ آدم اور حوا کے ساتھ بھی ایک تبدیری تبدیلی واقع ہوئی، جو ان کے سقوط سے پہلے اور سقوط کے بعد کے زمانوں سے ظاہر ہوتی ہے، اور ظاہر ہے کہ نوح کے زمانے میں طوفان سے پہلے کے دور سے طوفان کے بعد کے دور تک بھی ایک تبدیری تبدیلی آئی۔ یہ تمام سلسلے اس نور میں حصہ ڈالتے ہیں جس سے ہم معاملہ کر رہے ہیں، لیکن فی الحال ہماری توجہ برگزیدہ قوم پر مرکوز ہے۔

جب مسیح نے عہد کے ہفتے کے آغاز میں اپنی خدمت شروع کی تو انہیں ہپتسمہ دیا گیا۔

اور یسوع نے جب ہپتسمہ لیا تو فوراً پانی سے باہر آیا؛ اور دیکھو، آسمان اُس پر کھل گئے، اور اُس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتی اور اُس پر ٹھہرتی دیکھی؛ اور دیکھو، آسمان سے ایک آواز

آئی کہ: یہ میرا محبوب بیٹا ہے، جس سے میں خوشنود ہوں۔ متی 3:16، 17۔

جب یسوع پانی سے نکل کر اوپر آیا—اور یوں عہد کے ہفتے کی ابتدا ہوئی—تو خدا کے سب سے پہلے الفاظ باپ کی طرف سے یہ اعلان تھے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ اگر ہم 'پہلی بار ذکر کے قاعدے' کو سمجھیں تو یہ حقیقت نہایت طاقتور ہے۔ اگر نہ سمجھیں تو اتنی نہیں۔

ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور زمین بے صورت اور خالی تھی؛ اور گہرے پانیوں کی سطح پر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی روح پانیوں کی سطح پر منڈلا رہی تھی۔ پیدائش 1:1، 2۔

جس طرح کتاب پیدائش میں، مسح کی تقریب میں الوہیت کے تین اقانیم کی نشاندہی کی گئی ہے۔

یہ حقیقت کہ یسوع خدا کا بیٹا، داؤد کا بیٹا اور ابن آدم تھا، آئندہ ساڑھے تین برس کے دوران کاتبوں اور فریسیوں کو باقاعدگی سے برانگیختہ کرتی رہی۔ یسوع اپنے بہتسمہ کے وقت پیشگوئی کے مطابق یسوع سے یسوع مسیح میں تبدیل ہو گیا۔ جب یسوع نے بہتسمہ لیا تو وہ "مسیح" بن گیا، جس کے معنی "مسح کیا ہوا" ہیں، اور عبرانی میں یہی لفظ "مسیحا" ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عبرانی لوگ ایک مسیحا کے منتظر تھے اور وہ جانتے تھے کہ وہ داؤد کا بیٹا ہوگا۔ جب اسے زمین کی تاریخ کے سب سے مقدس ساڑھے تین سال کے آغاز کے لیے "مسح" کیا گیا، تو اس نے روح القدس کو اترتے دیکھا اور اپنے باپ کو بولتے ہوئے سنا۔

وہ ایک انتہائی معنی خیز مسح کی تقریب تھی جس میں اُس اور اُس کے کام کے بارے میں جو پیغام اعلان کیا گیا وہ یہ تھا کہ: "وہ خدا کا بیٹا تھا"۔ یہودیوں کے لیے زیادہ چونکا دینے والی بات یہ تھی کہ بات صرف یہی نہیں تھی کہ وہ خدا کا بیٹا تھا، بلکہ یہ کہ اُس نے، خدا کے بیٹے ہونے کی حیثیت سے، یہ دعویٰ کیا کہ وہ حقیقت میں خود خدا ہے۔ یہودی اس دعوے کو، جیسے وہ ایسی صریح توہین الہی سمجھتے تھے، ہرگز گوارا نہیں کر سکتے تھے! یہودیوں کا مخلصہ، ابراہیم کا مخلصہ ہی ہے—کیونکہ ابراہیم یہودیوں کے باپ تھے، عہد کے باپ تھے، اور اس ایمان کی علامت بھی تھی جو عہد کی شرائط کی پاسداری کے لیے درکار ہے۔

خدا کے ساتھ عہدی تعلق میں داخل ہونے کے لیے درکار ایمان کی ابراہیم کی مثال یہ تقاضا کرتی ہے کہ آپ کے ایمان کی آزمائش ہو۔ ابراہیم کی آزمائش—جو یہ ثابت کرتی کہ ان کا ایمان حقیقی ہے یا محض گمان—اس بنیاد پر تھی کہ آیا وہ خدا کے حکم کی پیروی کریں گے، خواہ وہ خدا کے پہلے فرمان کے منافی ہی کیوں نہ دکھائی دے۔ ابراہیم جانتے تھے کہ انسانی قربانی قتل ہے اور یہ ان بت پرست قوموں کی بت پرستانہ رسومات کی نمائندگی کرتی ہے جن کے درمیان وہ اُس وقت رہ رہے تھے۔ فقیہوں اور فریسیوں کو اپنی ابتدائی عہدی تاریخ سے معلوم تھا کہ خدا واحد ہے، اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یسوع اپنے آپ کو دوسرا خدا ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ وہ اپنی آخری آزمائش سے گزر رہے تھے۔

اے اسرائیل سن: خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ استثنا 6:4۔

جس تاریخی پس منظر میں موسیٰ نے پچھلی آیت قلم بند کی، اسی میں خدا پہلے ہی موسیٰ کو بتا چکا تھا کہ اب سے اسے "یہوواہ" کے نام سے جانا جائے۔ وہ اب محض "خداوند خدا قادر مطلق" ہی نہ کہلائے، بلکہ اس وقت سے آگے اسے "یہوواہ" کے طور پر پہچانا جانا تھا۔ اسی تاریخ میں، جہاں وہ اپنے ناموں کے ذریعے اپنی ذات کے فہم کو مزید نمایاں کر رہا ہے، وہ قدیم اسرائیل کو یہ بھی صاف طور پر بتا رہا ہے کہ خدا ایک ہی ہے۔ مسیح کے زمانے کے یہودیوں کو کیا سمجھنا چاہیے تھا؟

اپنی خدمت کے آخری دور میں، جب یسوع کا یروشلم میں فاتحانہ داخلہ اپنے عروج کو پہنچا، یہودی ایک بار پھر حیران و ششدر رہ گئے کہ یسوع بچوں کو اپنی حمد گانے کی اجازت دے رہا ہے۔

اور جو بھیڑ آگے آگے جا رہی تھی اور جو پیچھے پیچھے آتی تھی، پکار کر کہنے لگی: داؤد کے بیٹے کو بوشعنا! مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے؛ اعلیٰ ترین مقام پر بوشعنا۔ متی 21:9

اس نغمے کا وہ حصہ جس نے فریسیوں کو برہم کر دیا تھا، یسوع کو ابن داؤد قرار دیتا تھا اور یہ بھی ظاہر کرتا تھا کہ "ابن داؤد" خداوند کا نام ہے۔ اپنی خدمت کے آغاز میں، فاتحانہ داخلے کے وقت، اور یقیناً صلیب پر بھی، اس تنازع میں یسوع کے نام کے بارے میں ہنگامہ شامل تھا۔

تب یہودیوں کے سردار کاہنوں نے پیلطس سے کہا: 'یہودیوں کا بادشاہ' نہ لکھ، بلکہ یہ لکھ کہ اس نے کہا تھا: 'میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں'۔ یوحنا 19:21

یقیناً، اگر پیلطس نے تحریر کو بدل کر یہ لکھ دیا ہوتا کہ "میں ہوں، یہودیوں کا بادشاہ"، تو یہ بنیادی طور پر درست ہی ہوتا، کیونکہ "میں ہوں" وہ نام تھا جسے یسوع نے بارہا اپنے بارے میں استعمال کیا تھا۔ یقیناً، خدا کے کلام کو بدلنے کے لیے اس ناقص منطق کو بروئے کار لانا، خصوصاً جب بات صلیب کی کہانی کی ہو، ایسی چیز ہے جو لوگ کبھی نہیں کریں گے، کیا وہ کریں گے؟ یسوع "یہودیوں کا بادشاہ" تھے، لیکن وہ "میں ہوں" بھی تھے، لہذا "میں ہوں، یہودیوں کا بادشاہ" کہنا ایک معنی میں درست ہے، مگر اصل بات یہ نہیں ہے۔

ابتدا سے لے کر درمیان کے پورے عرصے اور ساڑھے تین برس کے اختتام تک اُس کا نام ہلچل کا باعث رہا۔ عہد کے ناموں کے سلسلے میں بہت سی باتیں سمجھنے کی ہیں، لیکن یہاں میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ قدیم اسرائیل کے اختتام پر یہودی کلیسیا میں ایک ہلچل برپا ہوئی جو مسیح کے نام سے متعلق تھی۔ ابن داؤد ہونے کے ناتے، اُس کے پاس مسیحا ہونے کی اسناد موجود تھیں؛ ابن خدا کے طور پر (بمعنی یہ کہ خود خدا بھی) اور ابن انسان کے طور پر، یسوع نے برگزیدہ قوم کے لیے ایک عظیم امتحان پیش کیا۔ یہ شخص کس طرح یہ دعویٰ کر سکتا تھا کہ وہ خدا بھی ہے اور خدا کا بیٹا بھی، جب کہ اُن کی عہدی تاریخ کے آغاز میں ہی موسیٰ نے خدا کے ایک ہونے کے بارے میں اتنی صراحت کی تھی؟

تاہم یہی مقصد تھا کہ مسیح انسانوں کے درمیان چلتا پھرتا رہا۔ خدا اُس میں تھا اور انسانوں کو اپنے ساتھ ملا رہا تھا، اور وہ یہ یوں کر رہا تھا کہ لوگ یسوع کو دیکھ سکیں—جس نے صاف اور سیدھے طور پر یہ تعلیم دی کہ اگر تم نے اُسے دیکھا ہے تو تم نے باپ کو دیکھا ہے۔ یہ تاریخ ظاہری اسرائیل کے خدا کی منتخب قوم ہونے کے خاتمے کی نمائندگی کرتی ہے اور ابتدا ہی سے ایک نمایاں تنازعہ موجود تھا کہ خدا کون ہے اور اُس کی حقیقت کیا ہے۔

اور فرعون نے کہا، یہ خداوند کون ہے کہ میں اس کی آواز مانوں اور اسرائیل کو جانے دوں؟ میں خداوند کو نہیں جانتا، اور نہ میں اسرائیل کو جانے دوں گا۔ خروج 5:2

فرعون نہ صرف خدا کی معرفت کے خلاف الحادی سرکشی کی علامت ہے بلکہ ابراہیم کے خدا کے بارے میں مصری فہم کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ اور بارہا خداوند نے کہا ہے کہ مصر میں اس کے عجائبات اس لیے تھے کہ بنی نوع انسان جان لے کہ وہ کون ہے۔ خدا کے برگزیدہ لوگوں کی حیثیت سے ظاہری اسرائیل کے آغاز کی تاریخ انجام کا نمونہ ہے۔

دونوں تاریخوں میں اس بات کی سمجھ کی کمی پائی جاتی ہے کہ خدا کون اور کیا ہے، اور یہ کمی اُس کے مختلف ناموں سے جڑی ہوئی ہے۔ مگر ہماری غور کے لیے اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مسیح کی تاریخ، جب اسرائیل بطور چنیدہ قوم اپنے اختتام کو پہنچ رہا تھا، یہ واضح کرتی ہے کہ یہودیوں کے اپنے مسیحا کو قبول کرنے میں ٹھوکر کھانے کی ایک بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ ان کے عہد کی تاریخ کے آغاز میں خدا کے کلام نے یہ بات بتائی تھی کہ خدا ایک ہی ہے۔ کیا ہی عجیب مخلص!

اور اس کے بعد انہوں نے اس سے بالکل بھی کوئی سوال کرنے کی جرأت نہ کی۔ اور اس نے ان سے کہا، وہ یہ کیسے کہتے ہیں کہ مسیح داؤد کا بیٹا ہے؟ اور داؤد خود زبور کی کتاب میں کہتا ہے، "خداوند نے میرے خداوند سے کہا، میرے دینے ہاتھ پر بیٹھ، جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے

پاؤں کی چوکی نہ بنا دوں۔" پس داؤد اسے خداوند کہتا ہے، پھر وہ اس کا بیٹا کیسے ہے؟ لوقا 44-20:40

یہودیوں کے لیے یہ سوال و جواب کا آخری مرحلہ تھا، کیونکہ اس مکالمے کے بعد "انہوں نے پھر اس سے کوئی سوال کرنے کی جسارت نہ کی۔" اس نے ابھی ابھی اپنی خدمت کے دوران کھوئے ہوئے گھرانے کے لیے آخری سوال کا جواب دیا تھا (اور نبوی بیانیے میں ہمیشہ ایک کھویا ہوا گھرانہ ہوتا ہے)، اور پھر وہ اپنے نام کے موضوع کو اٹھاتا ہے کہ وہ "ابن داؤد" ہے، اور اس طرح مسیحا۔ پورے ساڑھے تین برس تک بحث اس کے مختلف ناموں پر مشتمل رہی، جو اس کے کردار اور فطرت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس کے نام کا ذکر ابتدا میں، اس کے بیٹسمہ کے وقت، اور پھر کھوئے ہوئے گھرانے کے ساتھ اس کے آخری سابقے میں—فاتحانہ داخلے کے موقع پر اور صلیب پر—اور انجیلوں کے دیگر مقامات پر بھی ہوتا ہے۔

جب وہ فقیہ کے سوال کا جواب دے رہا تھا تو فریسی یسوع کے گرد قریب آ کر جمع ہو گئے تھے۔ اب وہ پلٹا اور ان سے ایک سوال کیا: 'تم مسیح کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہو؟ وہ کس کا بیٹا ہے؟' یہ سوال ان کے مسیح کے بارے میں ایمان کو جانچنے کے لیے تھا—یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ آیا وہ اسے محض ایک انسان سمجھتے ہیں یا خدا کا بیٹا۔ کئی آوازوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا، 'داؤد کا بیٹا'۔ یہ وہ لقب تھا جو نبوت نے مسیح کو دیا تھا۔ جب یسوع نے اپنے زور آور معجزوں سے اپنی الوہیت ظاہر کی، جب اس نے بیماروں کو شفا دی اور مردوں کو زندہ کیا، تو لوگوں نے آپس میں پوچھا، 'کیا یہ داؤد کا بیٹا نہیں؟' سیروفونیقی عورت، اندھا برتیمائوس، اور بہت سے اور لوگ اس سے فریاد کرتے ہوئے پکارے، 'اے خداوند، داؤد کے بیٹے، مجھ پر رحم کر۔' متی 22:15۔ جب وہ یروشلم میں سوار ہو کر داخل ہو رہا تھا تو لوگوں نے خوشی کے نعروں سے اس کا استقبال کیا، 'بوشعنا داؤد کے بیٹے کو؛ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔' متی 9:21۔ اور اسی دن بیگل میں چھوٹے بچوں نے بھی انہی خوشی کے نعروں کی بازگشت کی تھی۔ مگر بہت سے لوگ جو یسوع کو داؤد کا بیٹا کہتے تھے، اس کی الوہیت کو نہیں پہچانتے تھے۔ وہ یہ نہ سمجھتے تھے کہ داؤد کا بیٹا خدا کا بیٹا بھی ہے۔

اس بیان کے جواب میں کہ مسیح داؤد کا بیٹا ہے، یسوع نے کہا، 'پس داؤد روح میں [خدا کی طرف سے الہام کی روح] اسے خداوند کیوں کہتا ہے، یہ کہہ کر، "خداوند نے میرے خداوند سے کہا، تو میرے دینے ہاتھ پر بیٹھ، جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی نہ بنا دوں؟" اگر داؤد اسے خداوند کہتا ہے تو وہ اس کا بیٹا کس طرح ہے؟ اور کوئی شخص اسے ایک بات کا بھی جواب نہ دے سکا، اور اس دن کے بعد کسی نے اس سے مزید سوال کرنے کی جرأت نہ کی۔' زمانوں کی آرزو، 609

اس کے بحیثیت مسیح مسح کیے جانے اور جنہیں وہ بچانے آیا تھا ان کے ساتھ اس کی آخری ملاقات اس کی الوہیت، اس کے ناموں کی علامتی معنویت، اور ظاہرے قاعدہ اولین ذکر کے بارے میں تھی۔ یسوع یہودیوں کے لیے اپنی براہ راست خدمت کا اختتام اس طرح کرتا ہے کہ وہ تاریخی داؤد کی سرگزشت کو استعمال کر کے روحانی داؤد کے بارے میں تعلیم دیتا ہے۔ داؤد اس بات کا ذکر کیوں کرتا ہے جب خداوند خداوند سے کہتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ تخت پر بیٹھے؟ کیونکہ ابتدا میں بادشاہ داؤد اختتام کے روحانی بادشاہ داؤد کی نمائندگی کرتا ہے۔ گمشدہ گھرانہ کے لیے یسوع کے آخری بیان کو درست طور پر سمجھنے کا واحد طریقہ یہ تھا کہ قاعدہ اولین ذکر کو لاگو کیا جائے، جو اس صورت میں ممکن ہی نہیں جب آپ اس قاعدے کو جانتے ہی نہیں۔

گمشدہ گھرانے کو دیا گیا اس کا آخری بیان سمجھنے کے لیے اصول اولین ذکر کی سمجھ ضروری تھی۔ یسوع نے اپنے آخری بیان میں گمشدہ گھرانے کے سامنے سچائی ظاہر کرنے کے لیے داؤد اور داؤد کے بیٹے کو استعمال کیا۔ آخرکار وہ تو خاندان داؤد ہی تھے۔ چنانچہ یسوع نے باپ (داؤد) کو لیا اور اسے (ابن داؤد) کی طرف موڑ دیا، اور بیٹے (داؤد کے) کو بھی لیا اور اسے اس کے باپ (داؤد) کی طرف پھیر دیا۔ اس نے

باپ کو فرزند کی طرف پھیر دیا، جیسا کہ "آخری دنوں" میں ایلیاہ کے پیغام کے کرنے کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ یہی اس کا قدیم حقیقی اسرائیل کے لیے آخری پیغام تھا، اور وہ ایلیاہ کا پیغام تھا، کیونکہ وہ اصول اولین ذکر پر مبنی تھا۔ لہذا اصول اولین ذکر خود بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یسوع کا پیغام اسی اصول کی بنا پر ایلیاہ کا پیغام تھا۔ اصول اولین ذکر کا تقاضا ہے کہ اگر یوحنا بپتسمہ دینے والے کا ایلیاہ والا پیغام اسرائیل کے گمشدہ گھرانے کے لیے آخری تنبیہی پیغام کی پہلی کڑی تھا، تو انہیں دیا جانے والا آخری پیغام بھی ایلیاہ ہی کا پیغام ہوتا۔ اور ایسا ہی ہوا۔۔۔

یہ سب کہنے کے بعد، میں اب ان سب سے ایک نکتہ اخذ کروں گا جو قاعدہ اولین ذکر—الفا اور اومیگا—پر مبنی ہے۔ قدیم اسرائیل کے آغاز میں خدا کی ہستی اور حقیقت کی تفہیم کے بارے میں ایک تنازع موجود تھا، جو قدیم اسرائیل کے اختتام پر اسی نوع کے تنازع کی نظیر بنا۔ قدیم اسرائیل کے اختتام پر، مسیح کے کام میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ اسرائیل کے گمشدہ گھرانے کو یہ تعلیم دے کہ خدا کون اور کیا ہے۔ انجام کی تاریخ میں مسیح کے خلاف ایک مزاحمت تھی جو اس بنیادی سچائی پر مبنی تھی جو ابتدا میں قائم کی گئی تھی۔ جدید روحانی اسرائیل کی تاریخ میں بھی یہی نبوی خصوصیات پائی جائیں گی۔

ایڈونٹ ازم کے آغاز میں، مورخین ہمیں بتاتے ہیں کہ ملیرائٹس بنیادی طور پر دو مسیحی فرقوں پر مشتمل تھے: میتھوڈسٹ اور کرسچن کنیکشن۔ میتھوڈزم کے بنیادی عقائد درست مسیحی طرز زندگی اختیار کرنے پر مبنی تھے۔ ان کے پاس "طریقہ" تھا۔ کرسچن کنیکشن کے بنیادی عقیدے کو یوں سمیٹا جا سکتا ہے: کیتھولک عقیدہ تثلیث کی مخالفت۔

جہاں تک میری تحقیق پہنچتی ہے، ملیرائٹس کی عملاً پوری کی پوری قیادت 'کرسچن کنیکشن' کے اُس عقیدے پر قائم تھی۔ 'سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ ریفارم موومنٹ' (SDARM) کی بہت سی شاخیں ہیں جو اب بھی 'تثلیث مخالف' کی ملیرائٹس کی اصل فہم پر قائم ہیں اور اسے فروغ دیتی ہیں۔ جو لوگ بانیوں کی فہم کو برقرار رکھتے ہیں، ان کے لیے ایک مخمصہ (اور موجودہ تنازع کا سبب) یہ تھا اور ہمیشہ رہے گا کہ ان کے شمار اور متنوع مقامات پر کیسے ردعمل دیں جہاں سسٹر وائٹ براہ راست اس عقیدتی موقف کی مخالفت کرتی ہیں جسے وہ مانتے اور فروغ دیتے ہیں؟

مجھے یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ جو لوگ اعلیٰ سائنسی نظریات کی تلاش میں ہیں، ان کے خیالات قابل اعتماد نہیں ہیں۔ اس قسم کی تشبیہات درج ذیل طور پر پیش کی جاتی ہیں: 'باپ پوشیدہ روشنی کی مانند ہے؛ بیٹا مجسم روشنی کی مانند ہے؛ روح وہ روشنی ہے جو ہر طرف پھیلا دی گئی ہے۔' 'باپ شبیم کی مانند ہے، یعنی غیر مرئی بخارات؛ بیٹا اس شبیم کی مانند ہے جو حسین صورت میں مجتمع ہوئی ہے؛ روح اس شبیم کی مانند ہے جو مرکز حیات پر گرا ہے۔' ایک اور تشبیہ: 'باپ غیر مرئی بخارات کی مانند ہے؛ بیٹا سیسہ فام بادل کی مانند ہے؛ روح وہ بارش ہے جو برس کر تازگی بخش قوت کے ساتھ کارفرما ہے۔'

یہ تمام روحانی نمائندگیاں بالکل بے حقیقت ہیں۔ وہ ناقص اور غیر حقیقی ہیں۔ وہ اس جلال کو کمزور اور کم تر کر دیتی ہیں جس کا کوئی زمینی مشابہ نہیں۔ خدا کا تقابل ان چیزوں سے نہیں کیا جا سکتا جنہیں اس کے ہاتھوں نے بنایا ہے۔ یہ محض زمینی چیزیں ہیں، جو انسان کے گناہوں کے باعث خدا کی لعنت کے زیر اثر ہیں۔ باپ کو زمین کی چیزوں کے وسیلے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ باپ میں الوہیت کی پوری معموری جسمانی طور پر موجود ہے، اور وہ فانی آنکھ سے اوجھل ہے۔

بیٹا الوہیت کی ساری معموری کا ظہور ہے۔ کلام خدا اسے 'اس کی ذات کی عین صورت' قرار دیتا ہے۔ کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا دے دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ یہاں باپ کی شخصیت ظاہر ہوتی ہے۔

"وہ تسلی دینے والا جسے مسیح نے وعدہ کیا تھا کہ آسمان پر چڑھنے کے بعد بھیجے گا، الوہیت کی پوری معموری کے ساتھ روح القدس ہے، جو اُن سب کے لئے فضل الہی کی قدرت کو ظاہر کرتا ہے جو مسیح کو ذاتی نجات دہندہ کے طور پر قبول کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں۔ آسمانی ثلاثہ کی تین زندہ ہستیاں ہیں؛ انہی تین عظیم قدرتوں—باپ، بیٹا اور روح القدس—کے نام میں، وہ لوگ جو زندہ ایمان کے ساتھ مسیح کو قبول کرتے ہیں بپتسمہ لیتے ہیں، اور یہ قدرتیں مسیح میں نئی زندگی گزارنے کی کوششوں میں آسمان کے فرماں بردار بندوں کے ساتھ تعاون کریں گی۔" خصوصی شہادتیں، سلسلہ بی، نمبر 7، 62، 63۔

اس عبارت میں اُن لوگوں کے "تصورات" کو، جو باپ، بیٹے اور روح القدس کی ماہیت کی تعیین کر رہے تھے، "زمین کی چیزوں" سے منسوب کیا گیا ہے۔ پھر وہ کہتی ہے، "باپ کو زمین کی چیزوں سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔" وہ جن دو نکات پر زور دیتی ہے ان پر غور کریں، اگرچہ ان میں سے ایک تضاد سا محسوس ہو سکتا ہے۔ وہ الوہیت کے ایک غلط بیان کی نشاندہی کر رہی ہے جو، یوں کہیے، تین خداؤں کو پیش کرتا ہے۔ یہ الوہیت کا ایک غلط بیان ہے، مگر وہ اس حقیقت پر کوئی تبصرہ نہیں کرتی کہ الوہیت کی یہ جھوٹی تعریف اس لیے بھی غلط ہے کہ اس میں الوہیت میں خداؤں کی تعداد ہی غلط بتائی گئی ہے۔

یہ بھی نوٹ کریں کہ وہ کہتی ہے کہ زمین کی چیزیں باپ کو بیان کرنے کے لیے استعمال نہیں کی جا سکتیں۔ اسی بیان میں وہ خود زمین کی چیزیں استعمال کر رہی ہے۔ یہ انسان ہی ہیں جن کے بچے، مائیں، باپ، خالائیں، پھوپھیاں اور کزن ہوتے ہیں۔ اور یسوع ہمیں بتاتا ہے کہ جب زمین نئی بنا دی جائے گی تو آسمان میں مزید شادی بیاہ نہ ہوگا، کیونکہ ہم فرشتوں کی مانند ہوں گے۔ نر اور مادہ فرشتے نہیں ہوتے۔ وہ اصطلاحات جو انسان ایک دوسرے کے ساتھ اپنے تعلقات کی وضاحت کے لیے استعمال کرتے ہیں، انہی کو خدا نے اپنی فطرت اور کردار کے بارے میں ہمیں تعلیم دینے کے لیے برتا ہے، لیکن "زمین کی چیزیں" بھی جنہیں وحی نے خدا کی فطرت اور کردار کے بارے میں انسانوں کو تعلیم دینے کے لیے استعمال کیا ہے، کامل نہیں ہیں۔

ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ، "آسمانی تین رکنی جماعت کے تین زندہ اشخاص ہیں" ... "باپ، بیٹا، اور روح القدس۔" ان تین اشخاص کے ساتھ دنیاوی ارواح پرستانہ جذبات کو منسوب کرنا ایک مکروہ بات ہے، لیکن "ان تین عظیم قوتوں کے نام" کو الوہیت کی بائبل تعریف کے ساتھ منسوب کرنا مکروہ نہیں ہے۔

نیبہ کہتی ہیں کہ الوہیت کو تشکیل دینے والی تین عظیم قوتوں کا 'نام' باپ، بیٹا اور روح القدس ہے۔ ہر بائبل سچائی کی طرح، جب انہیں سطر بہ سطر اکٹھا کیا جائے، تو مکمل گواہی میں وہ تمام نشان راہ شامل ہونے چاہئیں جو ظاہر کیے گئے ہیں۔ انبیا کی گواہیوں کو یکجا کیا جانا چاہیے۔ دانیال مسیح کو 'پلمونی' کا نام دیتا ہے (دیگر ناموں کے علاوہ؛ یہ محض ایک مثال ہے)۔ یوحنا اسے الفا اور اومیگا کہتا ہے اور موسیٰ اسے یہوواہ کہتا ہے۔ ایلن وانٹ کے مطابق اس کا نام باپ، بیٹا اور روح القدس ہے۔

شیطان ... مسلسل باطل کو داخل کرتا رہتا ہے—تاکہ حق سے ہٹا دے۔ شیطان کا بالکل آخری فریب یہ ہوگا کہ وہ روح خدا کی گواہی کو بے اثر کر دے۔ 'جہاں رویا نہیں، وہاں لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں' (امثال 29:18)۔ شیطان بڑی چالاک ہے، مختلف طریقوں اور مختلف ذرائع سے، خدا کی حقیقی گواہی پر باقی ماندہ لوگوں کے اعتماد کو متزلزل کرنے کے لیے کام کرے گا۔

"گواہیوں کے خلاف ایک ایسی دشمنی بھڑکائی جائے گی جو شیطانی ہوگی۔ شیطان کی کارگزاری یہ ہوگی کہ وہ ان پر کلیسیاؤں کے ایمان کو متزلزل کرے، اس وجہ سے: اگر روح خدا کی تنبیہات، ملامتیں اور نصیحتیں مانی جائیں تو شیطان کو اپنے فریبوں کو داخل کرنے اور جانوں کو اپنی گمراہیوں میں جکڑنے کے لیے اتنی صاف راہ میسر نہیں آ سکتی۔" منتخب پیغامات، کتاب 1، 48۔

اس عبارت سے ایک مختصر ضمنی نکتہ۔ یوحنا کو خدا کے کلام اور یسوع کی گواہی کی خاطر جزیرہ پطمس میں جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ تیسرے فرشتے کے پیغام کے دو مخاطب گروہ ہیں۔ ایک وہ جو ایڈونٹسٹ تحریک کے باہر ہیں اور دوسرے وہ جو اس کے اندر ہیں۔ یوحنا ایک ایسے ایڈونٹسٹ کی نمائندگی کرتا ہے جسے نہ صرف بائبل کی اطاعت کے سبب دنیا سنا رہی ہے بلکہ روح نبوت کی تحریروں کی اطاعت کے سبب پھی ستایا جا رہا ہے۔ روح نبوت کے خلاف جو ظلم و ستم ڈھایا جاتا ہے وہ باہر سے نہیں بلکہ اندر ہی سے ابھرتا ہے۔

قدیم اسرائیل کے آغاز میں، مصر میں چار سو برس گزارنے کے بعد، وہ لوگ جو عہد کی منتخب قوم بننے والے تھے اب سبت کی پابندی نہیں کرتے تھے۔ وہ مسیح کی سیرت یا فطرت سے واقف نہ تھے۔ وہ خدا کے بارے میں ان غلط فہمیوں پر قائم تھے جو انہوں نے اسیری کے دوران اپنے اندر راسخ کر لی تھیں۔ دس آفات؛ بحر قلزم سے نجات؛ آسمانی منا؛ خیمہ اجتماع اور اس کے تمام سازوسامان؛ مقدس رسوم؛ صحن، قدس اور قدس الاقداس؛ خدا کی شریعت؛ وہ چٹان جو ان کے ساتھ تھی؛ وہ پانی جو اس چٹان سے نکلا جو ان کے ساتھ تھی؛ اور حتیٰ کہ کھمبے پر سانپ—یہ سب اس کی منتخب قوم میں خدا کی پہچان بڑھانے کے لیے تھے۔ یہ تدریجی تعلیم تھی۔ یہ تدریجی تعلیم اس وقت تک جاری رہی جب تک فقیہوں نے اس سے مزید سوال کرنے کی جسارت نہ کی، اور پھر اُس نے وہ بالکل آخری موضوع متعین کیا جس پر وہ اس کے ساتھ کھلی گفتگو کرنے والے تھے، اور اس کا تعلق داؤد کے نام سے اور اس بات سے تھا کہ مسیح کون اور کیا ہے۔

جدید روحانی اسرائیل کے آغاز میں، روحانی بابل میں 1260 سال گزارنے کے بعد، وہ جو برگزیدہ عہدی قوم بننے والے تھے اب سبت کی پابندی نہیں کرتے تھے۔ وہ مسیح کے کردار یا فطرت سے واقف نہ تھے۔ وہ خدا کے بارے میں ان غلط فہمیوں پر قائم تھے جو انہوں نے اسیری کے دوران اپنے اندر راسخ کر لی تھیں۔ ایڈونٹسٹ تحریک کی تاریخ اپنے تمام نشان ہائے راہ، ارتداد، سمجھوتوں اور اندرونی کشمکشوں کے ساتھ 1880 کی دہائی میں اس مقام تک پہنچ گئی جب The Desire of Ages شائع ہوئی۔ اس کتاب کے صفحہ 671 پر الوہیت کے بارے میں ایک ایسی تفہیم درج ہے جو اٹھارہویں صدی سے چلی آنے والی سمجھ سے کہیں بڑھ کر ترقی کر چکی ہے۔

قدیم اسرائیل کے اختتام پر ایک تنازعہ پیدا ہوا جو الوہیت کی محدود سمجھ کے باعث وجود میں آیا، اور یہ سمجھ ان کی ابتدائی تاریخ کے فہم پر مبنی تھی۔ یسوع کی گواہی کہتی ہے کہ چلے باپ ہو، بیٹا ہو یا روح القدس، وہ سب "الوہیت کی معموری جسمانی طور پر" ہیں (کلسیوں 2:9)۔ بائبل کی شہادت کہتی ہے، "سن اے اسرائیل: خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" (استثنا 6:4)۔

جدید اسرائیل الوہیت کے بارے میں مختلف نظریات رکھتا ہے، اور ان میں سے صرف ایک درست ہے۔ جدید اسرائیل کے خاتمے پر، خدا اپنے کردار کو ظاہر کرنے کے کام کو مکمل کرے گا—اور یہ وہ اس وقت کرے گا جب آزمائشی مہلت ابھی باقی ہوگی۔ یہی اس نے یہودیوں کے لیے کیا تھا، اور وہ کبھی نہیں بدلتا۔ یہ یقینی ہے کہ ہم ابدیت بھر خدا کی فطرت اور کردار کے فہم میں بڑھتے رہیں گے، لیکن ایک بامقصد نبوتی سلسلہ حق موجود رہا ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ خدا نے اپنے بارے میں اپنی قوم کی تعلیم کے لیے کس طرح کوشش کی ہے، اور وہ تاریخ اس تعلیم کا حصہ ہے جسے وہ اب سکھانا چاہتا ہے، اور اس تعلیمی عمل کے بارے میں نبوتی کلام میں ملنے والی معلومات بحث کے ایک ایسے انجام کی نشان دہی کرتی ہیں جو مہلت آزمائش کے خاتمے کے مطابق ہے۔

مسیح ازل سے موجود اور خود موجود خدا کا بیٹا ہیں.... اپنی ازلی موجودگی کا ذکر کرتے ہوئے، مسیح ذہن کو بے ابتدا ازمہ کے پار واپس لے جاتے ہیں۔ وہ ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ ایسا کوئی وقت کبھی نہ تھا جب وہ ابدی خدا کے ساتھ قریبی رفاقت میں نہ تھے۔ وہ جس کی آواز یہودی اس وقت سن رہے تھے، خدا کے ساتھ ایسے رہے تھے جیسے کوئی اس کے ساتھ پل کر بڑا ہوا ہو۔ سائنز آف

دی ٹائمز، 29 اگست، 1900ء

وہ خدا کے برابر تھا، لامحدود اور قادر مطلق.... وہ ازلی، خود موجود بیٹا ہے۔

جبکہ خدا کا کلام اس بات کا ذکر کرتا ہے کہ جب مسیح اس زمین پر تھے تو وہ انسان تھے، یہ ان کے ازلی وجود کے بارے میں بھی واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ کلام ایک الوہی ہستی کے طور پر موجود تھا، یعنی خدا کے ازلی بیٹے کے طور پر، اپنے باپ کے ساتھ اتحاد اور یگانگت میں۔ ازل سے وہ عہد کا درمیانی تھا—وہ کہ جس میں زمین کی تمام قومیں، یہودی اور غیر قومیں دونوں، اگر وہ اسے قبول کرتے، برکت پاتیں۔ "کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا۔" اس سے پہلے کہ انسان یا فرشتے پیدا کیے گئے، کلام خدا کے ساتھ تھا، اور خدا تھا۔ ریویو اینڈ ہیرلڈ، 5 اپریل، 1906۔

اس عبارت میں وہ جان کے سب سے پہلے الفاظ سے اقتباس کرتی ہے۔

ابتدا میں کلام تھا، اور کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا۔ وہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اسی کے وسیلے سے بنیں، اور جو کچھ بنا ہے، اس میں سے کوئی چیز اس کے بغیر نہیں بنی۔ یوحنا 1:1-3۔

ابتدا میں کم از کم دو خدا تھے، کیونکہ یوحنا نے ابھی کہا: "کلام خدا تھا اور خدا کے ساتھ تھا۔" کتاب پیدائش کی پہلی آیت میں عبرانی لفظ "Elohim" کا ترجمہ "خدا" کیا گیا ہے۔ اکثر خدا کے کلام میں "Elohim" ایسی نحوی ساخت میں آتا ہے جو واحد خدا کی نشان دہی کرتی ہے، لیکن بہر حال یہ جمع ہے۔ یوحنا اسی موضوع پر اپنی دوسری گواہی کے ذریعے اس تصور کو ختم کرتا ہے کہ اس آیت میں "Elohim" سے واحد خدا مراد ہے۔ اس کی گواہی کم از کم دو خدا ثابت کرتی ہے۔

روح نبوت کی پاسداری کا دعویٰ کرنے والے مخالفین تثلیث کے لیے اس سے بھی زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ ابتدا میں "روح خدا پانیوں کے روئے پر حرکت کر رہا تھا۔" جو "روح" پانیوں پر حرکت کر رہا تھا، کیا وہ باپ تھا یا بیٹا، یا پھر جیسا کہ سسٹر واٹٹ انہیں مخاطب کرتی ہیں، آسمانی ثلاثہ کا تیسرا شخص تھا؟ یوحنا کی انجیل کی پہلی تین آیات کے بعد یہ الفاظ آتے ہیں۔

اس میں زندگی تھی؛ اور وہ زندگی آدمیوں کی روشنی تھی۔ اور وہ روشنی تاریکی میں چمکتی ہے؛ اور تاریکی اسے سمجھ نہ سکی۔ یوحنا 1:4، 5۔

روشنی اور تاریکی کا حوالہ کتاب پیدائش کے آغاز کے ساتھ مکمل مطابقت رکھتا ہے، جو کہتا ہے۔

اور خدا نے کہا، روشنی ہو؛ اور روشنی ہو گئی۔ اور خدا نے دیکھا کہ روشنی اچھی ہے؛ اور خدا نے روشنی کو تاریکی سے جدا کیا۔ پیدائش 1:3، 4۔

ہم جلد ہی الوہیت کے تعارف کے بعد آنے والی تخلیق کی کہانی میں روشنی کے موضوع پر دو متوازی عبارتوں کی طرف واپس آئیں گے۔ ابتدا میں جس پہلی حقیقت پر گفتگو کی گئی ہے وہ الوہیت کی ساخت یا فطرت ہے۔ لیکن یہ عبارت باب دو، آیت تین تک جاری رہتی ہے، جہاں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بیان تخلیق کے آخری تین الفاظ ان تین عبرانی حروف سے شروع ہوتے ہیں جو مل کر اس لفظ کی تشکیل کرتے ہیں جس کا ترجمہ "سچائی" کیا جاتا ہے۔

تخلیق کے بیان کے آغاز میں الوہیت کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، پھر اس کے کلام کی تخلیقی قوت بیان کی جاتی ہے، اور آخر میں عبارت ایک الہی دستخط پر ختم ہوتی ہے جو حق، تیسرے فرشتے کا پیغام، اور خدا کے اس نام کی نمائندگی کرتا ہے جو الفا اور اومیگا سے ظاہر کیا گیا ہے۔

اور ساتویں دن خدا نے اپنا وہ کام جو اُس نے کیا تھا مکمل کیا؛ اور اُس نے ساتویں دن اپنے سارے کام سے، جو اُس نے کیا تھا، آرام کیا۔ اور خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا، کیونکہ

اسی دن اُس نے اپنے تمام کام سے آرام کیا تھا جو خدا نے پیدا کیے اور بنائے تھے۔ پیدائش ۲:۲، ۳۔

خدا کے کلام میں سکھائی گئی اولین سچائیوں کا اختتام اس عبارت کا نقطہٴ عروج ہے۔ یہ تین الفاظ "خدا"، "پیدا کیا" اور "بنایا" پر ختم ہوتی ہے، یوں عبارت کے آغاز کو نمایاں کرتی ہے، اور اسی قدر اہمیت کے ساتھ ساتویں دن کے سبت کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ سبت بہر حال تخلیق کی علامت اور خدا اور اس کے منتخب لوگوں کے درمیان نشان ہے۔ "سچائی" کی نمائندگی ان تین حروف سے ہوتی ہے جو تخلیق کے ان آخری تین الفاظ میں سے ہر ایک کے آغاز میں آتے ہیں۔ یہ گواہی اس بات پر زور دیتی ہے کہ سبت کی سچائی کس قدر اہم اور معنی خیز ہے، اور اتنا ہی گہرا یہ نکتہ بھی ہے کہ وہ تین حروف پہلے، دوسرے اور تیسرے فرشتوں کے پیغامات کے تین مراحل کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ بائبل کے بالکل پہلے حصے میں سبت، خدا کی تخلیقی قدرت کے نشان کے طور پر، وقت کے اختتام پر آزمائش کی کسوٹی کے طور پر بھی شناخت کیا گیا ہے۔ بائبل کی آخری کتاب یوحنا کی انجیل میں اُس کی گواہی کے ساتھ ایک تیسری شہادت بھی فراہم کرتی ہے۔

یوحنا کی طرف سے ایشیا میں جو سات کلیسیائیں ہیں اُن کے نام: جوے اور جو تھا اور جو آئے والا ہے اُس کی طرف سے تم پر فضل اور سلامتی ہو؛ اور اُن سات روحوں کی طرف سے جو اُس کے تخت کے سامنے ہیں؛ اور یسوع مسیح کی طرف سے، جو وفادار گواہ ہے اور مردوں میں سے پہلوٹھا اور زمین کے بادشاہوں کا سردار ہے؛ جس نے ہم سے محبت کی اور اپنے ہی خون کے وسیلہ ہمیں ہمارے گناہوں سے دھو ڈالا، اور ہمیں اپنے خدا اور باپ کے لیے بادشاہ اور کاہن بنایا؛ اسی کو جلال اور سلطنت ابدالآباد ہو۔ آمین۔ دیکھو، وہ بادلوں کے ساتھ آتا ہے؛ اور ہر آنکھ اُسے دیکھے گی، اور وہ بھی جنہوں نے اُسے چھیدا؛ اور زمین کے سب قبیلے اُس کے سبب سے ماتم کریں گے۔ ہاں، آمین۔ میں الفا اور اومیگا ہوں، ابتدا اور انتہا، خداوند فرماتا ہے، جوے اور جو تھا اور جو آئے والا ہے، قادر مطلق۔

میں یوحنا، جو تمہارا بھائی بھی ہوں، اور مصیبت میں اور یسوع مسیح کی بادشاہی اور صبر میں تمہارا شریک ہوں، اس جزیرے میں تھا جسے پتمس کہا جاتا ہے، خدا کے کلام کے سبب سے اور یسوع مسیح کی گواہی کے سبب سے۔ میں خداوند کے دن روح میں تھا، اور اپنے پیچھے ایک بڑی آواز سنی جو نرسنگے کی سی تھی، جو کہتی تھی، میں الفا اور اومیگا، اول اور آخر ہوں؛ اور جو کچھ تو دیکھتا ہے اسے ایک کتاب میں لکھ، اور اسے اسیہ کی سات کلیسیاؤں کے پاس بھیج: افسس میں، اور سمیرنہ میں، اور پرگامس میں، اور تھیاتیرہ میں، اور ساردس میں، اور فلادلفیہ میں، اور لاودیکہ میں۔ مکاشفہ 1:4-11۔

کتاب مکاشفہ کے پہلے باب کی پہلی تین آیات آخری انتہائی پیغام کی نشاندہی کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ یہ پیغام خدا کی طرف سے انسانوں تک کس طرح پہنچایا جاتا ہے۔ مزید یہ بیان کرتی ہیں کہ یہ یسوع مسیح کا مکاشفہ ہے، اور اس طرح کتاب مکاشفہ اور کتاب دانیال کے درمیان ایک امتیاز قائم کرتی ہیں۔ ایک پیش گوئی ہے، دوسری مکاشفہ۔

کتاب مکاشفہ میں بائبل کی سب کتابیں آ کر ملتی اور اپنے اختتام کو پہنچتی ہیں۔ یہاں کتاب دانی ایل کی تکمیل ہے۔ ایک پیشین گوئی ہے؛ دوسرا مکاشفہ۔ جو کتاب مہر بند کی گئی تھی وہ مکاشفہ نہیں تھی، بلکہ دانی ایل کی پیشین گوئی کا وہ حصہ ہے جو آخری ایام سے متعلق ہے۔ فرشتے نے حکم دیا، 'لیکن تو اے دانی ایل، ان باتوں کو بند رکھ اور کتاب پر مہر لگا دے، یہاں تک کہ وقت آخر تک۔' دانی ایل 12:4۔ اعمال رسولوں، 585۔

کتاب مکاشفہ میں نبوتی خطوط ہیں جنہیں سطر بہ سطر پہچان کر باہم یکجا کرنا ہے۔ ان سب نبوتی خطوط کا اختتام کتاب مکاشفہ میں ہوتا ہے، لیکن مہر بند کی گئی کتاب کتاب مکاشفہ نہ تھی، اور یہ بھی نہیں کہ پوری کتاب دانی ایل مہر بند کی گئی ہو؛ بلکہ کتاب دانی ایل میں جو مہر بند کیا گیا تھا وہ "دانی ایل کی اس نبوت کا وہ حصہ تھا جو آخری ایام سے متعلق ہے۔"

"آخری ایام" کو عمومی معنوں میں سمجھا جا سکتا ہے، لیکن چونکہ یہ الہامی الفاظ ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ہم یہ بھی پرکھیں کہ آیا "آخری ایام" کی اصطلاح کے ساتھ کوئی نبوتی علامت وابستہ ہے یا نہیں۔ "آخری ایام" نبوتی تاریخ کا ایک خاص دور ہے جس کے حق میں متعدد دلائل موجود ہیں۔ امید کرتا ہوں کہ عنقریب اس تاریخ کو پیش کروں گا۔ یہ بالخصوص 1798 سے لے کر اختتامِ مہلت تک کی تاریخ ہے۔ اسے پہچاننے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ حرفی مقدس کی خدمت میں سال کا ایک دن ایسا تھا جو عدالت کی نمائندگی کرتا تھا، اور وہ تھا یوم کفارہ۔ وہ حرفی رسم اس چیز کی علامت تھی جسے سسٹر وائٹ حقیقی یوم کفارہ کہتی ہیں۔ نبوتی یا روحانی یوم کفارہ زمانہ مہلت کے "آخری ایام" کی نمائندگی کرتا ہے؛ یہ حتمی عدالت کے دور کی نمائندگی کرتا ہے۔

دانی ایل میں مہر بند کی گئی پیشگوئی دو حصوں پر مشتمل تھی۔ ایک پیشگوئی آخری دنوں سے متعلق تھی جسے میلرائٹس نے پہچانا اور جس نے عدالت کے آغاز کا اعلان کیا۔ دانی ایل کے اس حوالے کو باب آٹھ اور نو میں نہر الائی کی روپا کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ دوسری پیشگوئی جو دانی ایل میں مہر بند تھی، وہ عدالت کے اختتام، ایڈونٹ ازم کے خاتمے، ریاست ہائے متحدہ کے خاتمے اور دنیا کے خاتمے کا اعلان کرتی ہے۔ اس پیشگوئی کو دریائے حدیقل کی روپا سے پیش کیا گیا تھا۔

"وہ روشنی جو دانئیل کو خدا کی طرف سے ملی تھی، بالخصوص ان آخری ایام کے لیے عطا کی گئی تھی۔ اولائی اور حدیقل، جو شنعیر کے عظیم دریا ہیں، کے کناروں پر اُس نے جو روپا دیکھیں، وہ اب پوری ہونے کے مرحلے میں ہیں، اور پیش گوئی کیے گئے تمام واقعات جلد وقوع پذیر ہوں گے۔" واعظین کے لیے گواہیاں، 112، 113.

اولائی کے روپا کی مہر 1798 میں کھولی گئی اور یہ خدا کے مقدس مقام اور اُس کی قوم سے متعلق ہے۔ حدیقل کے روپا کی مہر 1989 میں کھولی گئی جب، جیسا کہ دانی ایل باب گیارہ، آیت چالیس میں بیان ہے، سابق سوویت یونین کی نمائندگی کرنے والے ممالک پاپائیت اور ریاست ہائے متحدہ کے ہاتھوں بہا دیے گئے، اور یہ خدا کی قوم کے دشمنوں سے متعلق ہے۔ یہ دونوں روپا اسی طرح کام کرتے ہیں جیسے مکاشفہ کی کتاب میں سات کلیسیائیں اور سات مہریں۔ ان میں سے ایک کلیسیا کی داخلی تاریخ ہے اور دوسرا کلیسیا کی خارجی تاریخ ہے، اور دونوں پورے عرصے پر محیط ہیں اور "بالخصوص" "ان آخری ایام" کے لیے ہیں۔

لیکن اگرچہ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ کتاب مکاشفہ مہر بند کتاب نہیں ہے، ہمیں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ یہ ایک مہر بند کتاب ہے۔

"مکاشفہ ایک مہر بند کتاب ہے، لیکن یہ ایک کھلی ہوئی کتاب بھی ہے۔ یہ اس زمین کی تاریخ کے آخری دنوں میں وقوع پذیر ہونے والے حیرت انگیز واقعات کو قلم بند کرتی ہے۔ اس کتاب کی تعلیمات واضح اور قطعی ہیں، نہ کہ اسرارآمیز اور ناقابل فہم۔ اس میں وہی سلسلہ نبوت اختیار کیا گیا ہے جو دانی ایل میں ہے۔ خدا نے بعض پیشگوئیوں کو دہرایا ہے، اس طرح ظاہر کیا کہ انہیں اہمیت دی جانی چاہیے۔ خداوند وہ باتیں نہیں دہراتا جن کی کوئی بڑی اہمیت نہ ہو۔" Manuscript Releases، جلد 9، 8.

کتاب مکاشفہ کھول دی گئی ہے کیونکہ دانی ایل کی پیشگوئیاں کھول دی گئی ہیں، اور دانی ایل میں کھولے گئے پیشگوئیوں کے عین وہی سلسلے مکاشفہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کتاب مکاشفہ میں جو مہر بند تھا وہ مکاشفہ کا وہ حصہ تھا جو خاص طور پر "آخری ایام" میں خدا کے لوگوں سے متعلق ہے۔ جب سسٹر وائٹ نے یہ بیان لکھا تو "سات گرجیں" اس وقت مہر بند تھیں، اس لیے انہوں نے لکھا کہ "یہ ایک مہر بند کتاب ہے"۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ دانی ایل کی کتاب "وہ کتاب تھی جو مہر بند تھی" — ماضی کے صیغے میں۔ ان کے نزدیک وہ 1798 میں کھول دی گئی تھی۔

اس کی زندگی کے دوران "سات گرجیں" کے بارے میں جو کچھ مہر بند رکھا گیا تھا، وہ محض وہ آئندہ واقعات نہیں تھے جن کی نمائندگی "سات گرجیں" کرتی ہیں، بلکہ بنیادی طور پر یہ کہ "سات گرجیں" اس بات کی نمائندگی کرتی ہیں کہ ایڈونٹزم کی ابتدا، ایڈونٹزم کے اختتام کے متوازی ہے۔ "سات گرجیں" یسوع مسیح کے مکاشفہ کو سمجھنے کے لیے درکار سب سے اہم نبوتی اصول کو ظاہر کرتی ہیں، اور ساتھ ہی خدا کی فطرت اور کردار کی ایک صفت بھی آشکار کرتی ہیں کہ وہ ہر چیز کا آغاز اور انجام ہے۔ نبوت نشان دہی کرتی ہے کہ خدا کی فطرت اور کردار سے متعلق سچائیوں میں ایک بامقصد ارتقا موجود ہے۔

جب یسوع کو "یہوداہ کے قبیلے کے شیر" کے طور پر پیش کیا جاتا ہے تو یہ اس کام کی علامت ہے جو وہ تاریخ کے دوران بتدریج اور منظم انداز میں سچائی کو منکشف کرتے ہوئے انجام دیتا ہے۔ وہ نبوتی کلام کو اس وقت تک مہربند رکھتا ہے جب تک اسے سمجھنے کا وقت نہ آجائے۔ وہ تعلیم کی خاطر سچائی پر مہر بھی لگاتا ہے اور اسے کھولتا بھی ہے۔ پلمونی کی حیثیت سے، یسوع "عجیب شمار کرنے والا" ہے، وقت کا مالک جو تاریخ کو اپنی تدبیر کے مطابق چلاتا ہے۔ الفا اور اومیگا ہونے کے ناطے وہ دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ زبان پر بھی اختیار رکھتا ہے۔ یہوداہ کے قبیلے کے شیر کی حیثیت سے وہی اس بات پر اختیار رکھتا ہے کہ انسانوں پر سچائی کب منکشف کی جائے۔

مکاشفہ کے پہلے باب میں، پہلی تین آیات کے بعد، الوہیت کو تین جداگانہ ہستیوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

یوحنا کی طرف سے آسیہ میں جو سات کلیسیائیں ہیں اُن کے نام: تم پر فضل اور سلامتی ہو،

اس کی طرف سے جو ہے، اور جو تھا، اور جو آئے والا ہے؛

اور اُن سات رُوحوں سے جو اُس کے تخت کے سامنے ہیں؛

اور یسوع مسیح کی طرف سے، جو وفادار گواہ ہے، اور مُردوں میں سے پہلوٹھا، اور زمین کے بادشاہوں کا حاکم۔ مکاشفہ ۱:۴، ۵۔

بائبل کی آخری کتاب کا مقدمہ واضح طور پر خدا کی کلیسیا کو سلام بھیجتا ہے جو باپ، روح القدس اور بیٹے کی شناخت کراتا ہے۔ خدا کے کلام کا اختتام ابتدا کو دہرا رہا ہے، اور یوں الوہیت کی صحیح تفہیم کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ سب اُن کے لیے کیا جا رہا ہے جو فلاڈیلفیائی ہوں گے اور ایک لاکھ چوالیس ہزار کی جماعت تشکیل دیں گے۔ وہ آخری عہد کے لوگ ہیں، جن کی مثالیں عہد کی تاریخ کے تسلسل میں پیش کی گئی ہیں۔ وہ گواہ، دیگر حقائق کے ساتھ، یہ ثابت کرتے ہیں کہ خدا نبوتی تاریخ بھر میں اپنی ذات اور کردار کے علم میں بتدریج اضافہ کرنے کے لیے کوشاں رہا ہے۔

بائبل میں انسان کے خدا کی معرفت سے محرومی کی سب سے بڑی علامت فرعون تھا، جو مصر کی نمائندگی کرتا تھا، اور مصر پوری دنیا، لہذا تمام بنی نوع انسان کی علامت تھا۔ یہ نشان راہ اسرائیل ظاہری کے آغاز میں اُس عمل کا آغاز کرتا ہے جس میں خدا اپنا نام ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ اسرائیل ظاہری کے اختتام پر نام خدا کے بارے میں یہی تنازع دوبارہ دہرایا گیا۔ اسرائیل ظاہری کے خاتمے پر یسوع نے داؤد کی تاریخ کی نشاندہی کر کے اور "قاعدہ اولین ذکر" کو استعمال میں لا کر یہودیوں کے ساتھ اپنی گفتگو کو اس آخری بیان کی صورت میں پیش کیا جو یہودیوں کی لاودکیائی نابینائی سے متعلق تھا۔ وہ اس کی بات سمجھ نہ سکے، کیونکہ وہ الفا اور اومیگا کے قاعدے کو نہیں جانتے تھے، اور نہ ہی اس الفا اور اومیگا کو پہچانتے تھے جو ان کے سامنے کھڑا تھا۔

روحانی اسرائیل کے آغاز پر، وہی کشمکش نظر آتی ہے جس کی مثال موسیٰ کی تاریخ میں ملتی ہے۔ جب ایڈونٹ ازم "آخری دنوں" کی تاریخ سے گزرتا آیا ہے، تو الفا اور اومیگا کو مزید سمجھنے کے بہت سے

مواقع فراہم کیے گئے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے قدیم اسرائیل کے ساتھ تھا۔ ایڈونٹ ازم کے اختتام پر ایک ایسا مقام آئے گا جہاں مزید سوالات نہیں کیے جائیں گے، جیسے مسیح کے زمانے میں تھا۔

جب ہم مکاشفہ کے پہلے باب کی عبارت کی طرف دوبارہ رجوع کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ فضل اور سلامتی اُس کی طرف سے بھیجی جاتی ہیں جو ہے، جو تھا اور جو آنے والا ہے، اور سات ارواح سے بھی، اور یسوع سے بھی۔ الوہیت کو یسوع، سات ارواح، اور اُس کی حیثیت سے جو ہے، جو تھا اور جو آنے والا ہے، کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ باپ ہے جو اُن صفات کا حامل ہے جنہیں 'جو ہے، جو تھا اور جو آنے والا ہے' کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ صفات خدا کی ابدی فطرت کی نمائندگی کرتی ہیں۔ وہ ہمیشہ سے موجود رہا ہے، اور آیت آٹھ اور نو میں یہی صفت واضح طور پر یسوع کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

خداوند فرماتا ہے: میں الفا اور اومیگا ہوں، ابتدا اور انت؛ وہ جو ہے، اور جو تھا، اور جو آنے والا ہے، قادر مطلق۔ میں یوحنا، جو تمہارا بھائی اور مصیبت اور یسوع مسیح کی بادشاہی اور صبر میں شریک ہوں، خدا کے کلام اور یسوع مسیح کی گواہی کے سبب سے پتمس کہلانے والے جزیرے میں تھا۔ میں خداوند کے دن روح میں تھا، اور اپنے پیچھے نرسنگے کی سی ایک بڑی آواز سنی، جو کہتی تھی: میں الفا اور اومیگا ہوں، پہلا اور آخر؛ اور جو کچھ تو دیکھتا ہے اسے ایک کتاب میں لکھ، اور اسے ایشیا کی سات کلیسیاؤں کو بھیج: افسس، سمیرنہ، پرگمن، تھیاتیرہ، ساردس، فلادلفیہ، اور لودیکہ کو۔ مکاشفہ ۸:۱-۱۱۔

جن لوگوں کے پاس وہ بائبل ہے جس میں عیسیٰ کے کلمات سرخ حروف میں درج ہوتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ آیت آٹھ اور گیارہ میں بولنے والے عیسیٰ ہی ہیں۔ ان آیات میں عیسیٰ یہ واضح کرتے ہیں کہ اُن میں باپ کی مانند وہی ازلی ابدی طبیعت موجود ہے، جب وہ اپنے آپ کو "خداوند، جو ہے، اور جو تھا، اور جو آنے والا ہے" کے طور پر ظاہر کرتے ہیں، اور عیسیٰ یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ "قادر مطلق" ہیں۔

کتاب مکاشفہ کے آغاز میں یسوع سب سے پہلے جس بات کا اعلان کرتے ہیں—وہ کتاب جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ یسوع مسیح کا مکاشفہ ہے—یہ ہے کہ وہ الفا اور اومیگا ہے، کہ وہ بھی باپ کی طرح ازلی و ابدی ہے، اور یہ کہ وہ بھی خدا قادر مطلق ہے۔ خدا کی ذات کی صفات ہی وہ اولین کلمات ہیں جو کتاب مکاشفہ میں یسوع فرماتے ہیں۔ یہ صفات اُن ایڈونٹسٹوں کے لیے براہ راست ٹھوکر کا باعث ہیں جو اب بھی الوہیت کے اصل مؤقف کا دفاع کرتے ہیں۔ وہ مانتے ہیں کہ ایک وقت تھا جب باپ نے اپنے بیٹے کو وجود میں لایا۔

کتاب مکاشفہ کا اختتام کتاب مکاشفہ کے آغاز سے مطابقت رکھتا ہے۔

الوہیت کے بیان کے بعد دوسری آمد کا ذکر آتا ہے۔ باب بائیس میں ہم پاتے ہیں کہ کتاب کا اختتام اس کے آغاز سے مطابقت رکھتا ہے، اور آیت بارہ دوسری آمد کا حوالہ دیتے ہوئے باب اول کی آیت سات کے متوازی ہے۔

اور دیکھو، میں جلد آ رہا ہوں؛ اور میرا اجر میرے ساتھ ہے تاکہ ہر ایک کو اُس کے کام کے مطابق بدلہ دوں۔ میں الفا اور اومیگا ہوں، ابتدا اور انت، پہلا اور آخری۔ مبارک ہیں وہ جو اُس کے احکام پر چلتے ہیں، تاکہ انہیں درخت حیات پر حق حاصل ہو، اور وہ پھاٹکوں سے ہو کر شہر میں داخل ہوں۔ کیونکہ باہر کتے، اور جادوگر، اور بدکار، اور قاتل، اور بت پرست، اور ہر وہ شخص ہے جو جھوٹ سے محبت رکھتا اور اسے گھڑتا ہے۔ میں، یسوع، نے اپنا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ وہ کلیسیاؤں میں یہ باتیں تمہارے لئے گواہی دے۔ میں داؤد کی جڑ اور نسل ہوں، اور روشن صبح کا ستارہ۔ اور روح اور دلہن کہتے ہیں، آ۔ اور جو سنتا ہے وہ بھی کہے، آ۔ اور جو پیاسا ہے وہ آئے؛ اور جو چاہے، اب حیات بلا معاوضہ لے۔ مکاشفہ 12:22-17۔

دوسری آمد کا حوالہ دینے کے بعد، یسوع، جیسا کہ مکاشفہ باب اول میں، اپنے آپ کو الفا اور اومیگا قرار دیتے ہیں۔ پھر وہ ان لوگوں کے درمیان امتیاز بیان کرتے ہیں جو روح نے کلیسیاؤں سے فرمایا ہے سنیں گے اور ان کے درمیان جو نہیں سنیں گے۔ وہ باب اول کی آیات ایک تا تین میں بیان کیے گئے پیغام رسانی کے عمل کا حوالہ دیتے ہیں، یہ بتاتے ہوئے کہ انہوں نے جبرائیل کو پیغام کے ساتھ یوحنا کے پاس بھیجا۔

پھر وہ اُس آخری بیان کی طرف لوٹتا ہے جو اُس نے قدیم اسرائیل کے آخر میں فقیہوں اور فریسیوں سے کیا تھا۔ وہ جسمانی اور روحانی اسرائیل کے دونوں انجام کو آپس میں جوڑ دیتا ہے، اس طرح کہ وہ کتاب مکاشفہ میں ان لوگوں کے لیے جو "آخری دنوں" میں ہیں، ان باتوں کا جواب دیتا ہے جنہیں یہودی اپنے "آخری دنوں" میں سمجھ نہ سکے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ داؤد کی جڑ (ابتدا) اور اولاد (اختتام) ہے۔ داؤد اور اُس کے خداوند کا موضوع وہ آخری بیان تھا جو یسوع نے نکتہ چیں یہودیوں سے کیا تھا، اور یہ ان کے لیے آخری اعلان کی نمائندگی کرتا ہے جو "آخری دنوں" میں ہیں، جو کہ فلاڈلفیہ کی کلیسیا کو دیے گئے پیغام کے مطابق اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں مگر ہیں نہیں۔

دیکھ، میں ان کو جو شیطان کے کنیسہ سے ہیں—جو کہتے ہیں کہ وہ یہودی ہیں، اور ہیں نہیں بلکہ جھوٹ بولتے ہیں—ایسا کروں گا کہ وہ آئیں اور تیرے پاؤں کے آگے سجدہ کریں، اور جان لیں کہ میں نے تجھ سے محبت رکھی ہے۔ کیونکہ تو نے میرے صبر کے کلام کو محفوظ رکھا ہے، میں بھی تجھے اُس آزمائش کی گھڑی سے بچا رکھوں گا جو تمام دنیا پر آنے والی ہے، تاکہ زمین پر بسنے والوں کو آزمایا جائے۔ مکاشفہ 3:9، 10۔

جو لوگ قدیسوں کے قدموں میں پرستش کرتے ہیں وہ لاودیسیائی ایڈونٹسٹ ہیں جنہیں خداوند کے منہ سے اگل دیا گیا ہے۔

آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ مقدس کے قدموں پر سجدہ کرتے ہیں (مکاشفہ 3:9)، وہ آخرکار نجات پائیں گے۔ یہاں مجھے آپ سے اختلاف کرنا پڑتا ہے؛ کیونکہ خدا نے مجھے دکھایا کہ یہ طبقہ ایڈونٹسٹ ہونے کا دعویٰ کرنے والوں پر مشتمل تھا، جو راہ راست سے پھر گئے تھے، اور انہوں نے اپنے لیے خدا کے بیٹے کو پھر سے مصلوب کیا اور اسے علانیہ رسوا کیا۔ اور 'آزمائش کے وقت' میں—جو ابھی آنا باقی ہے، تاکہ ہر ایک کا حقیقی کردار ظاہر ہو—وہ جان لیں گے کہ وہ ہمیشہ کے لیے کھو گئے ہیں؛ اور روح کے کرب سے مغلوب ہو کر وہ مقدس کے قدموں پر جھک جائیں گے۔ چھوٹے گلے کے نام کلام، 12۔

بائبل اور روح نبوت کے مطابق جو لوگ مقدسین کے قدموں پر سجدہ کرتے ہیں، وہ شیطان کے کنیسہ کے اراکین ہیں۔ وہ یہودی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر ہیں نہیں۔ فلاڈیلفیا کی کلیسیا میں مخاطب راستباز ایڈونٹسٹ ہیں۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار فلاڈیلفیائی ہیں، اور جو یہودی ہونے کا کہتے ہیں مگر ہیں نہیں — وہ لاودیکی ہیں۔ "آخری دنوں" میں وفادار لوگوں کی دو جماعتیں ہیں: ایک لاکھ چوالیس ہزار اور وہ جو شہید ہوتے ہیں۔ سات میں سے صرف دو کلیسیائیں ایسی ہیں جن پر کوئی ملامت نہیں۔ ایک فلاڈیلفیا ہے جو ان کی نمائندگی کرتی ہے جو کبھی نہیں مریں گے، اور دوسری سمیرنہ ہے جو وفادار شہیدوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ شہید اور وہ جو نہیں مریں گے — سمیرنہ اور فلاڈیلفیا — سات کلیسیاؤں میں سے وہی دو ہیں جنہیں دیے گئے پیغام کے ساتھ کوئی ملامت منسلک نہیں ہے۔ تاہم دونوں کلیسیاؤں کو ان لوگوں سے نمٹنا پڑا جو یہودی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے مگر تھے نہیں۔ ایسا اس لیے ہے کہ "آخری دنوں" میں وہ سب ایک ہی کلیسیا کے رکن ہیں اور یکساں حالات سے دوچار ہیں: ایک جماعت اپنے خون سے گواہی دینے کے لیے مقدر ہے، جس کی نمائندگی کوہ تبدیل ہیئت پر موسیٰ کرتے ہیں، اور دوسری جماعت کی نمائندگی ایلیا کرتے ہیں جو کبھی نہیں مرا۔

اور سمیرنا کی کلیسیا کے فرشتہ کو لکھ: یہ باتیں وہ فرماتا ہے جو اول و آخرے، جو مر گیا تھا اور زندہ ہو گیا ہے۔ میں تیرے اعمال، اور تیرے دکھ، اور تیری غربت (حالانکہ تو دولت مند ہے) جانتا ہوں؛ اور ان کی بدگوئی بھی جانتا ہوں جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں اور ہیں نہیں، بلکہ شیطان کی جماعت ہیں۔ جن چیزوں کے سبب تجھے دکھ اٹھانا ہے ان سے نہ ڈر: دیکھ، ابلیس تم میں سے بعض کو قید میں ڈالے گا تاکہ تم آزمائے جاؤ؛ اور تمہیں دس دن تک مصیبت ہوگی۔ موت تک وفادار رہ، تو میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا۔ مکاشفہ 2:8-10۔

جب یسوع سمیرنا کی کلیسیا کے سنگین حالات بیان کرتا ہے، وہ صرف ایک مثبت تبصرہ کرتا ہے جب وہ کہتا ہے، "لیکن تو دولت مند ہے"، اور یوں ان کا تقابل کنیسہ شیطان کے ان اراکین سے کرتا ہے جو دولت مند نہیں ہیں۔ مکاشفہ میں وہ لوگ جو ایڈونٹسٹ ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ دولت مند ہیں، حالانکہ وہ نہیں ہیں، وہی وہ یہودی ہیں جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں مگر ہیں نہیں — کیونکہ وہ لودیکیہ کے سیونٹھ ڈے ایڈونٹسٹ ہیں۔

کتاب مکاشفہ کے آغاز میں الوہیت کو تین اکانیم کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور کتاب مکاشفہ کے اختتام پر یسوع اور روح القدس کا صراحتاً ذکر ہے، مگر باپ کا نہیں۔ اس سے فرق نہیں پڑتا، کیونکہ سطر بہ سطر کے اصول کے ساتھ، اور اس اصول کے مطابق کہ پہلا حصہ آخری کی تشریح کرتا ہے، یہ تقاضا ہوتا ہے کہ مکاشفہ کی آخری آیات میں باپ کو تسلیم کیا جائے، کیونکہ ابتدائی آیات میں اس کی موجودگی کی نشان دہی پہلے ہی ہو چکی ہے۔ یہ بات انجیل یوحنا باب اول سے بھی مختلف نہیں، جہاں یوحنا روح القدس کی براہ راست نشان دہی نہیں کرتا، مگر روح القدس کی موجودگی سمجھی جاتی ہے، کیونکہ جب "ابتدا میں" کی عبارت پہلی بار لکھی گئی تھی تب روح موجود تھا۔ انجیل یوحنا کی شہادت باب اول اسی عین عبارت "ابتدا میں" سے شروع ہوتی ہے۔

"ابتدا" ایک نبوتی علامت ہے اور اسے نبوتی اصولوں کے مطابق جانچا جانا چاہیے، جن میں سطر پر سطر بھی شامل ہے۔ موسیٰ کی ابتدا، یوحنا کی انجیل کی ابتدا ہے، وہی کتاب مکاشفہ کی ابتدا ہے اور یہی کتاب مکاشفہ کا خاتمہ بھی ہے۔ ان چار سطروں میں سے دو میں آسمانی ثلاثہ کے تینوں اشخاص کی شناخت ہوتی ہے، اور ایک سطر (یوحنا کی انجیل) میں روح شاید غائب ہے اور چوتھی سطر میں باپ غائب ہے، لیکن جب انہیں یکجا کیا جائے تو چاروں سطروں میں تینوں الہی اشخاص کی نمائندگی ہو جاتی ہے۔

مسیح باپ کو ظاہر کرنے آئے، اور روح القدس بیٹے کو ظاہر کرنے آیا۔ تینوں نے ابدی قربانیاں دیں۔ باپ نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے یسوع کو دے دیا؛ یسوع نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اس پر رضامندی ظاہر کی کہ وہ ہمیشہ کے لیے ان کی بشریت کو، جنہیں اس نے پیدا کیا تھا، اپنے اوپر لے لے۔ خالق کے اپنی مخلوق کا حصہ بننے کا انتخاب کرنے کے فعل میں کس نوع کی عطا نمایاں ہوتی ہے؟ الوہیت کے اکانیم میں سے اقوم ثالث نے اپنے آپ کو دے دیا، کیونکہ اس نے یہ منصب قبول کر لیا ہے کہ وہ مخلوق کہلانے والی ہستی، یعنی نوع انسان، کے اندر ابد بھر سکونت کرے۔

غالباً اسی وجہ سے روح القدس کو بارہا خدا کے لوگوں کی علامتوں کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ وہ الوہیت کا وہ اقوم ہے جو انسانی مخلوق کے ساتھ ساکن رہنے والا ہے۔ چنانچہ، کلام مقدس میں روح القدس کی علامتیں اکثر ایسی علامت کے ذریعے ظاہر کی جاتی ہیں جو بیک وقت روح القدس اور انسانیت دونوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ ابتدا میں روح پانیوں پر حرکت کرتی تھی۔

اور اُس نے مجھ سے کہا، جن پانیوں کو تُو نے دیکھا، جہاں وہ فاحشہ بیٹھی ہے، وہ لوگ، اور گروہ، اور قومیں، اور زبانیں ہیں۔ مکاشفہ 17:15۔

وہ واحد چیز جو موسیٰ کے قائم کردہ خیمہٴ اجتماع میں تھی جس کے لیے کاریگروں کو پیروی کے لیے کوئی خاص تفصیلی نمونہ نہیں دیا گیا تھا، سات شاخوں والا چراغدان تھا۔ چراغدان انسانیت اور الوہیت کے امتزاج کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسی سبب چراغدان کا ڈیزائن خیمہٴ اجتماع کی واحد شے تھا جسے انسانوں کی کاریگری کے لیے چھوڑا گیا تھا۔ وہ سات چراغدان جن کے درمیان مسیح چلتا پھرتا ہے، سات کلیسیاؤں کے طور پر قرار دیے گئے ہیں، تاہم چراغدان میں جلنے والا تیل روح القدس کی نمائندگی کرتا تھا، اور روشنی کے شعلے کو قائم رکھنے والے قتیلے کاہنوں کے استعمال شدہ سفید کتان کے لباس سے بنائے جاتے تھے، جو مسیح کی راستبازی کی نمائندگی کرتے تھے جو دنیا کے نور کی مانند چمکتی ہے۔ خدا کے لوگ دنیا کا نور ہیں، لیکن یہ نور صرف روح القدس کے تیل ہی سے جلتا ہے۔ صحائف میں روح القدس کے بیان میں اسے اکثر لوگوں کے ساتھ وابستہ دکھایا گیا ہے۔

اور تخت سے بجلیاں اور گرجیں اور آوازیں نکلتی تھیں: اور تخت کے سامنے آگ کے سات چراغ جل رہے تھے، جو خدا کی سات روحیں ہیں۔ مکاشفہ 4:5۔

یہاں سات چراغوں کی شناخت 'خدا کی سات ارواح' کے طور پر کی گئی ہے، تاہم ہمیں بتایا گیا ہے کہ سات چراغ دان سات کلیسیائیں ہیں۔

جو سات ستارے تُوئے میرے دینے ہاتھ میں دیکھے اور سات سنہری چراغ دان — ان کا بھید یہ ہے: وہ سات ستارے سات کلیسیاؤں کے فرشتے ہیں، اور وہ سات چراغ دان جنہیں تُوئے دیکھا سات کلیسیائیں ہیں۔ مکاشفہ 1:20

وہ سات چراغدان سات ارواح بھی ہیں اور خدا کی کلیسیا بھی ہیں۔

اور میں نے دیکھا، اور دیکھو، تخت اور چار جانداروں کے بیچ میں اور بزرگوں کے درمیان ایک برہ کھڑا تھا گویا وہ ذبح کیا گیا ہو، اس کے سات سینگ اور سات آنکھیں تھیں، جو خدا کی سات روحیں ہیں جو تمام زمین پر بھیجی گئی ہیں۔ مکاشفہ 5:6

سات سینگ اور سات آنکھیں بھی روح القدس ہیں جو تمام روئے زمین پر بھیجا گیا ہے، اور جب کوئی مسیحی بپتسمہ لیتا ہے تو اسے بھی تمام روئے زمین پر بھیجا جاتا ہے، کیونکہ اسے باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دیا گیا تھا۔ اتوار کے قانون کے بحران کے شہداء پر، اور 1844 سے جدید روحانی اسرائیل میں ایمان پر مرنے والے سب پر جو برکت سنائی گئی، اس میں ان کی تدفین کے موقع پر تعزیتی کلمات دینے والا روح ہی ہے، جب وہ فرماتا ہے، "ہاں"، "وہ اپنی محنتوں سے آرام پائیں گے"، کیونکہ وہ ان کی محنتوں کے دوران موجود رہا، یہاں تک کہ جب انہوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔

اور میں نے آسمان سے ایک آواز سنی جو مجھ سے کہتی تھی، لکھ: اب سے وہ مبارک ہیں جو خداوند میں مرتے ہیں۔ ہاں، روح فرماتا ہے، تاکہ وہ اپنی محنتوں سے آرام پائیں؛ اور ان کے اعمال ان کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں۔ مکاشفہ 14:13۔

جب ہم کتابِ مکاشفہ کے اختتام اور آغاز، بائبل کے آغاز اور انجیل یوحنا کے آغاز پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ذاتِ الہی کے تینوں اقانیم کی نمائندگی موجود ہے، اگرچہ باپ کی موجودگی سطر بہ سطر کے اصول کے اطلاق سے ظاہر ہوتی ہے۔ بیٹا وہاں خود کو الفا اور اومیگا کے طور پر متعارف کراتا ہے۔

اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ انسانیت کا الہیت کے ساتھ امتزاج دراصل روح القدس اور بنی نوع انسان کے امتزاج کے برابر ہے، تو پھر ہم سمجھ سکتے ہیں کہ روح القدس کی علامات بنی نوع انسان کی علامات کے ساتھ کیوں جڑی ہوئی ہیں۔ اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے، ہم ان دو "ابتدا میں" کی طرف لوٹتے ہیں جن پر ہم بارہا گفتگو کرتے رہے ہیں۔

ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور زمین بے صورت اور خالی تھی؛ اور گہراؤ کی سطح پر اندھیرا تھا۔ اور روح خدا پانیوں کی سطح پر حرکت کر رہی تھی۔ اور خدا نے کہا، روشنی ہو؛ اور روشنی ہو گئی۔ اور خدا نے دیکھا کہ روشنی اچھی ہے؛ اور خدا نے روشنی کو تاریکی سے جدا کیا۔ پیدائش 1:1-4۔

ابتدا میں کلام تھا، اور کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا۔ وہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اسی کے ذریعے بنیں؛ اور جو کچھ بنا اس کے بغیر کچھ بھی نہ بنا۔ اس میں زندگی تھی، اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی۔ اور نور تاریکی میں چمکتا ہے، اور تاریکی اس پر غالب نہ آسکی۔ یوحنا 1:1-5۔

"ابتدا میں" کے ان دو گواہوں کو استعمال کرتے ہوئے؛ خدا کلام، جس نے سب چیزیں بنائیں، نے اپنی جان بھی دی، کیونکہ "اس میں زندگی تھی"، اور اس کی زندگی انسانوں کی "روشنی" تھی۔ ایک مخلوق انسان کی "روشنی" خالق کی راستبازی ہے۔ خالق کی راستبازی مقدس مقام کی شمعوں کا فتیلہ ہے۔

اور اسے یہ عطا کیا گیا کہ وہ پاک اور سفید باریک کتانی کپڑا پہن لے، کیونکہ باریک کتانی کپڑا مقدسوں کی راستبازی ہے۔ مکاشفہ 19:18

وہ تیل جو بتی کو جلائے رکھتا ہے، ایماندار کی زندگی میں روح القدس کی سرگرمی کی نمائندگی کرتا ہے۔ ابتدا میں زمین تاریک تھی اور کوئی روشنی نہ تھی۔ پھر یسوع نے اپنی جان دے دی، وہ زندگی جو اس میں تھی، تاکہ انسانوں کے لیے روشنی ہو سکے۔

اور زمین پر بسنے والے سب کے سب اُس کی پرستش کریں گے، یعنی وہ جن کے نام اس برہ کی کتاب حیات میں لکھے نہیں گئے جو دنیا کی بنیاد سے ذبح کیا گیا تھا۔ مکاشفہ 13:8

جب یسوع نے بنی نوع انسان کے لیے قربانی بننا چنا، تو اُس نے اپنی جان دے دی تاکہ لوگوں کو روشنی ملے۔ جیسا کہ ان دو حوالوں میں ہے، جب بھی روشنی آتی ہے تو وہ عبادت گزاروں کے دو طبقے پیدا کرتی ہے—روشنی اور تاریکی سے نمایاں ہونے والے، یعنی دن کے فرزند یا رات کے فرزند۔

لیکن اے بھائیو، تم تاریکی میں نہیں ہو کہ وہ دن تم پر چور کی طرح آ پڑے۔ تم سب نور کے فرزند ہو اور دن کے فرزند؛ ہم نہ رات کے ہیں اور نہ تاریکی کے۔ ۱ تھسلونیکیوں ۵:۴، ۵۔

جب ہم یہ پہچانتے ہیں کہ روح القدس کا دن کے فرزندوں کے ساتھ کتنا قریبی اور ازلی رشتہ ہے تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ خدا کے فرزندوں اور روح القدس دونوں کی علامتیں ایک دوسرے سے اتنی گہری طور پر کیوں مربوط ہیں۔ کتاب مکاشفہ کے آخری حصے میں ہم یسوع کو الفا اور اومیگا کے طور پر دیکھتے ہیں، ہم باپ کو سطر پر سطر کے اطلاق کے ذریعے دیکھتے ہیں، اور روح القدس اپنی ذات کی آخری علامتی نمائندگی پیش کر رہا ہے، کیونکہ قدیم زمانہ کے مقدس لوگ روح القدس سے متحرک ہو کر بولتے تھے۔ پیدائش میں اپنے بارے میں اس کا پہلا بیان اسے پانیوں پر حرکت کرتے ہوئے ظاہر کرتا ہے، یا انسانیت پر حرکت کرتے ہوئے، اور اپنے بارے میں اس کا آخری حوالہ یوں ہے۔

اور روح اور دلہن کہتی ہیں، آ۔ اور جو سنتا ہے وہ کہے، آ۔ اور جو پیاسا ہے وہ آئے۔ اور جو کوئی چاہے، وہ آب حیات مفت لے۔ مکاشفہ 22:17

آغاز سے انجام تک روح القدس کو انسانیت کے ساتھ وابستگی میں پہچانا گیا ہے، کیونکہ دن کے فرزند الوہیت اور انسانیت کے امتزاج کی نمائندگی کرتے ہیں۔ پولس، جیسے یسعیاہ بھی، یہ بیان کرتا ہے کہ انسان برتن ہیں، اور مقدس میں چراغدانوں میں ایسے برتن ہوتے تھے جہاں بتی رکھی جاتی تھی، اور تیل ان برتنوں میں اترتا تھا تاکہ اس ایندھن کی فراہمی ہو جو اُس نور کے ظہور کے لیے ضروری تھی جو مسیح کی راستبازی ہے۔ ہم روح القدس کے برتن ہیں، جو الوہیت کی تیسری ہستی ہے، جیسا کہ خدا

کے کلام کے آغاز سے انجام تک پہچانا گیا ہے، اور جیسا کہ روح نبوت کی تحریروں میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

دوسرے فرشتے کے پیغام میں، جو ایڈونٹ ازم کے آغاز میں اور اختتام پر پورا ہوا، دو متمیز پیغام ہیں؛ ایک کلیسیا کے لیے اور ایک دنیا کے لیے۔